سیرتِ طیبہ ﷺ کی کچھ جھلکیاں موطا امام مالکؒ کی روشنی میں

محمد سہیل شفیق ☆

Abstract

Imam Malik ibn Anas ibn Malik ibn Abi Amir al-Asbahi (93-179 AH), was one of the most highly respected scholars of Hadith and Islamic Jurisprudence. Living in Madina, Malik had access to some of the most learned minds of early Islam. He studied under various famed scholars. Malik's chain of narrators was considered the most authentic and called *Silsilat ul-Zhahab* (The Golden Chain of Narrators) by notable Hadith scholars including Imam Bukhari. The 'Golden Chain' of narration consists of Malik, who narrated from Nafi', who narrated from Ibn Umar, who narrated from The Holy Prophet (peace be upon him).

Malik's best-known work, *Al-Muwatta* (means many times agreed upon) was the first legal work to incorporate and join Hadith and Fiqh together. The Muwatta is the first written collection of Hadith comprising the subjects of Muslim law. The book covers rituals, rites, customs, traditions, norms and laws of the time of the Holy

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

Prophet (peace be upon him). In this article some of the selected Ahadith regarding the Life of The Holy Prophet (peace be upon him) from Muwatta Imam Malik are to be presented.

Key Words: *Imam Malik ibn Anas - Al-Muwatta - Hadith - Sirah.*

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب وہ وقت آئے گا کہ لوگ علم کی تلاش میں سفر کرتے ہوئے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے لیکن انہیں مدینے کے عالم سے زیادہ علم والا کوئی عالم نہیں مل سکے گا۔'' سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں اس سے مراد امام مالک بن انسؒ ہیں۔ ۱

امام دارالہجرۃ، فقیہ مدینۃ الرسول، امام مالکؒ دوسری صدی ہجری میں' علم حدیث کے بڑے ماہرین میں' نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ امام مالکؒ کی ولادت کا سنہ مختلف فیہ ہے البتہ صحیح ترین قول کے مطابق آپ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی۔ ۲ امام مالکؒ کا نسب یمن کے قبیلہ ذو اصبح تک پہنچتا ہے اور یہ اس طرح ہے: مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمر بن الحارث الاصبحی۔ ۳ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام عالیہ بنت شریک الازدی ہے۔ آپ کے والد اور والدہ دونوں عربی یمنی تھے۔ ۴ آپ کے دادا ابو عامر اصبحی جلیل القدر صحابی ہیں جو سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ ۵

امام مالکؒ نے علمائے مدینہ کی ایک بڑی تعداد سے کسب فیض کیا۔ ۶ آپؒ نے ابن ہرمز (م ۱۴۸ھ)، ابن شہاب زہری (م ۱۲۴ھ)، ربیعہ بن عبدالرحمٰن (م ۱۳۶ھ)، نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر (م ۱۲۰ھ)، امام جعفر صادق (م ۱۴۸ھ)، محمد بن یحییٰ الانصاری (م ۱۲۱ھ)، ابوحازم (۱۴۰ھ)، محمد بن المنکدر (م ۱۳۱ھ)، یحییٰ بن سعید کے علاوہ حج کے لیے حجاز آنے والے علماء کی کثیر تعداد سے بھی فیض اٹھایا۔ امام مالکؒ نے صحابہ اور تابعین کے آثار کا علم حاصل کیا۔ تابعین سے صحابہ کے فتوے سیکھے۔ ان میں سے خاص لوگ اور اہل الرائے کو استادی کے لیے مخصوص کیا۔ نافع بن ابی نعیم سے عرفاً قراءت سیکھی اور زہریؒ اور سالم مولیٰ ابن عمرؓ سے سماع کیا۔ ۷

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ابن عمرؓ کے آزاد کردہ غلام نافعؒ کے پاس آیا، دوپہر کا وقت تھا اور دھوپ سے بچنے کے لیے میرے پاس کچھ نہ تھا۔ ان کا گھر بقیع سے کچھ آگے تھا، میں وہاں پہنچا وہ باہر نکلے میں نے سلام کیا اور ان سے پوچھا کہ ابن عمرؓ نے فلاں فلاں معاملے میں کیا کہا انہوں نے بتلا دیا تو میں واپس لوٹ آیا۔ ۸ امام مالکؒ ہی سے مروی ہے کہ ابن ہرمز فقہاء میں سے تھے میں ان کے پاس صبح سویرے آتا اور رات تک وہیں رہتا۔'' ۹

ابوزہرہ مصری لکھتے ہیں: ''صبر، کوشش، استقلال اور مقصد تک پہنچنے کے لیے موانعات پر غالب آنا اور فقر پر غالب آنے کی صفت کس پایہ کی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی چھت کی لکڑیاں تک علم حاصل کرنے کے لیے بیچ دیتے ہیں۔ عین دوپہر کے وقت کڑی دھوپ میں علماء کے گھر جاتے ہیں، ان کے نکلنے کا انتظار کرتے ہیں، مسجد تک ان کے پیچھے جاتے ہیں۔ سخت جاڑے میں استاد کے گھر کے دروازے پر بیٹھے رہا کرتے ہیں۔'' ۱۰

امام مالک کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ نے صرف انہی اساتذۂ فن سے اخذ کیا جو اہلیت واستحقاق کے مسند نشین تھے اور صرف ان شیوخ کے حلقۂ درس میں بیٹھے جو صدق وطہارت میں معروف اور حفظ وفقہ میں ممتاز تھے۔ امام مالک تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ میں کبھی کسی غیر فقیہ کی مجلس میں نہیں بیٹھا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ مخصوص نعمت تھی جو امام مالک کے حصے میں آئی۔ ۱۱ امام مالک کے اس درجہ احتیاط کا یہ اثر ہوا کہ امام مالک جس شیخ سے روایت کرتے تھے، وہ ثقاہت وعدالت و حفظ میں معتبر سمجھا جاتا تھا۔ ۱۲

امام مالکؒ اپنے طور پر تقویٰ پر عمل کرتے اور ایسی احتیاط برتتے تھے کہ جو دوسروں پر لازم نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت تک کوئی عالم نہیں بن سکتا جب تک اس بات پر خود عمل نہ کرے جس کا دوسروں کو فتویٰ دیتا ہے۔ آپؒ ایسی باتوں سے بھی احتیاط فرماتے تھے کہ اگر ان کو ترک کر دیا جائے تو بھی ان کی وجہ سے گناہ نہ ہو۔ ۱۳

طلب علم میں انہوں نے اپنے اخلاص کی وجہ سے کچھ باتوں کو لازم کر لیا تھا اور کچھ کو ترک کر دیا تھا۔ انہوں نے سنت رسول، ظاہر واضح اور بیّن امور کو لازم کر لیا تھا اور اسی لیے فرماتے تھے اچھے کام وہ ہیں جو ہمارے سامنے روشن ہیں۔ اگر تمہیں دو باتوں میں شک میں ہو تو ان میں جو زیادہ معتبر ہے اسے لے لو۔ ۱۴

امام مالک فطرۃً قوی الحافظہ تھے۔ حسین بن عروہ' امام مالک کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ابن شہاب زہری ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے چالیس سے زیادہ احادیث ہمارے سامنے بیان کیں (میرے استاد) ربیعہ نے ان سے کہا گزشتہ دن آپ نے جو احادیث سنائی تھیں یہاں ایک شخص موجود ہے جو انہیں آپ کے سامنے دہرا سکتا ہے۔ زہری نے دریافت کیا وہ کون ہے؟ ربیعہ نے جواب دیا' ابن ابی عامر' زہری نے فرمایا سناؤ! امام مالکؒ بیان کرتے ہیں' میں نے ان میں سے چالیس احادیث انہیں سنا دیں زہری نے فرمایا: اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان احادیث کا میرے علاوہ اور کوئی حافظ موجود نہیں ہے۔ ۱۵

ابومصعب، امام مالک کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے اس وقت تک فتویٰ دینا شروع نہیں کیا جب تک ستّر حضرات نے میرے حق میں اس بات کی گواہی نہیں دی کہ میں اس کا اہل ہوں۔ ۱۶ محدثین، آئمہ مجتہدین اور اہل علم نے آپؒ کی عظمت و شان کا اعتراف کیا ہے اور آپؒ کے راسخ العلم ہونے کی گواہی دی ہے:

محمد بن اسحٰق ثقفی بیان کرتے ہیں: امام بخاری سے سب سے زیادہ مستند ''سند'' کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اسانید میں سب سے صحیح سند مالک عن نافع عن ابن عمر ہے۔ ۱۷

علی بن مدینی، ابن عیینہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: راویوں پر تنقید کے حوالے سے امام مالک سب سے زیادہ سخت ہیں اور راویوں کے احوال سے سب زیادہ آگاہی رکھتے ہیں۔ ۱۸

یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں' زہری کے شاگردوں میں مالک ہیں اور فلاں ہیں فلاں ہیں' یعنی انہوں نے سب سے پہلے امام مالک کا تذکرہ کیا۔

ابن لہیعہ بیان کرتے ہیں ۱۳۶ھ میں ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن ہمارے ہاں آئے، ہم نے ان سے دریافت کیا' مدینہ

منورہ میں فتویٰ کون دیتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ''ذی اصبح'' سے تعلق رکھنے والے ''مالک'' نامی ایک نوجوان جیسا وہاں اور کوئی نہیں ہے۔۱۹

امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے والد (امام احمد حنبل) سے دریافت کیا' زہری کے شاگردوں میں سب سے زیادہ مستند کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہر پہلو سے امام مالک سب سے زیادہ مستند ہیں۔

وہیب نے یحییٰ بن حسان سے کہا تھا مشرق و مغرب میں' ہمارے نزدیک کوئی بھی شخص' امام مالک کے پائے کا نہیں ہے' میرے نزدیک امام مالک کے سامنے حدیث پڑھ کر سنانا' دوسرے کسی محدث سے سماع سے زیادہ محبوب ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں: میرے نزدیک تابعین کے بعد امام مالک سے زیادہ سمجھدار' جلیل القدر' مستند' احادیث روایت کرنے میں محفوظ' ضعیف راویوں سے سب سے کم نقل کرنے والا اور کوئی نہیں ہے، ہمارے علم کے مطابق انہوں نے عبدالکریم نامی راوی کے علاوہ کسی اور متروک راوی سے روایت نقل نہیں کی ہے۔۲۰

ابن حبان اپنی کتاب الثقات میں تحریر کرتے ہیں: ''مدینہ منورہ کے فقہاء میں امام مالک وہ سب سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے تحقیق کا آغاز کیا اور ایسے شخص کی روایات نقل کرنے سے گریز کیا جو حدیث نقل کرنے میں مستند نہ ہو۔ انہوں نے صرف مستند روایات ہی نقل کی ہیں اور صرف ایسے مستند راویوں سے نقل کی ہیں جو فقہ' دینداری' فضیلت' عبادت گزاری سے آراستہ ہوں۔

امام ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابن عیینہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ''ہم امام مالک کے آثار کی پیروی کرتے ہیں اور اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ امام مالک اس راوی سے روایت کرتے ہیں؟ وگرنہ ہم بھی ایسے راوی کو ترک کر دیتے ہیں۔''۲۱

امام مالکؒ راستے میں یا کھڑے ہو کر یا جلدی میں حدیث کو بیان کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ آپ جب حدیث بیان فرماتے تو پہلے وضو کرتے اور تیاری کرتے، بہترین لباس زیب تن کرتے اور پورے وقار و شان کے ساتھ تشریف فرما ہوتے پھر حدیث بیان کرتے۔۲۲ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو عظمت دوں اور اسے طہارت کے ساتھ بیان کروں اور اس بات کو سمجھوں جسے میں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں۔۲۳

امام مالکؒ سے جو مسائل پوچھے جاتے ان کے بارے میں آپؒ بہت زیادہ غور و فکر اور اجتہادی دقت نظر سے کام لیتے۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اگر آپؒ سے کوئی فتویٰ پوچھتا تھا اور اس وقت اس جزئیہ پر اطلاع نہ ہوتی تو نہایت متانت و کشادہ پیشانی کے ساتھ فرماتے تھے کہ ''لا ادری'' (میں نہیں جانتا) آپ کے شاگرد ابن وہب کہتے ہیں کہ اگر میں امام مالک کی ''لا ادری'' لکھا کرتا تو کتنی تختیاں بھر جاتیں۔۲۴

معن بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں میں نے امام مالک کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے میں ایک انسان ہوں غلطی بھی کر جاتا ہوں اور درست بھی جواب دیتا ہوں' اس لئے تم میری رائے کی تحقیق کر لیا کرو' جو سنت کے مطابق ہو اسے اختیار کر لیا کرو۔۲۵

امام مالکؒ سے بہت سے لوگوں نے روایت کیا۔ خلفاء میں سے ہارون الرشید، امین، مامون، مہدی، ہادی، مجتہدین میں سے امام شافعیؒ، محمد بن الحسن، احمد بن عبدالرحمٰن بن مہدی، اور امام ابو یوسف، محدثین کی جماعت کا تو شمار ممکن نہیں۔ اصحاب

مالکؒ میں سے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی، ابن قاسم، اصبغ، صوفیہ میں سے حضرت ذوالنون مصریؒ وغیرہ۔ علاوہ ازیں اہل مصر، شام، عراق، یمن اور خراسان کے بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔۲۶

امام مالکؒ خلفاء اور حکام کے پاس جاتے اور انہیں وعظ ونصیحت فرماتے، خیر کی دعوت دیتے۔ جس قدر لوگوں میں ان کی عزت ہوتی اسی قدر نصیحت میں زیادتی کرتے۔ علماء کو بھی خلفاء اور امراء کی اصلاح کی ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقدور بھر ان کو نصیحت کر کے راہِ راست دکھانا چاہیے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''ہر مسلمان اور ہر شخص پر جس کو خدا نے کچھ علم دیا اور سمجھ دی ہے یہ فرض ہے کہ اگر وہ صاحب اقتدار کے پاس جائے تو اسے خیر کی دعوت دے اور برائی سے روکے۔ یہاں تک کہ عالم اور غیر عالم کی ملاقات میں فرق ظاہر ہو جائے۔ اگر ایسا کیا تو یہ ایسی فضیلت ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی فضیلت نہیں ہے۔''۲۷

عباسی خلیفہ خلیفہ ہارون الرشید (۱۷۰۔۱۹۳ھ) نے چاہا کہ موطا کو خانۂ کعبہ میں آویزاں کیا جائے اور تمام مسلمانوں کو فقہی احکام میں اس کی پیروی پر مجبور کیا جائے۔ لیکن امام مالک نے جواب دیا: ایسا نہ کرو۔ خود صحابہ فروع میں مختلف ہیں اور وہ ممالک میں پھیل چکے ہیں اور ان میں ہر شخص راہِ ثواب پر ہے۔۲۸

امام مالکؒ کے دستِ مبارک سے جو کتابیں ترتیب پائی ہیں یا ان کی طرف منسوب ہیں، وہ حسب ذیل ہیں: موطا، رسالة مالک الی الرشید، احکام القرآن، المدونة الکبری، رسالة مالک الی ابن مطرف، رسالة مالک الی ابن وهب، کتاب الاقضیة، کتاب المناسک، تفسیر غریب القرآن، کتاب المجالسات عن مالک، تفسیر القرآن.۲۹

حق گوئی وصداقت پسندی آپؒ کا شعار اور بے خوفی وبے باکی آپ کا طرّۂ امتیاز تھا۔ ایک فتویٰ کی وجہ سے جو سلطان کی غرض کے موافق نہ تھا، جعفر بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس (جو ابوجعفر منصور کا چچا تھا) نے آپؒ کو کوڑے لگوائے۔ یہاں تک کہ آپ کے کندھوں کے جوڑ بازؤں سے الگ ہو گئے۔۳۰ لیکن آپ کی عظمت وشان میں کوئی کمی نہ آئی۔ آپ ہمیشہ ہی علو ورفعت میں رہے۔۳۱

آپؒ کا انتقال ۱۴ ربیع الاول کی صبح ۱۷۹ھ میں ہوا، اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔۳۲ جبکہ ابن خلکان کے بیان کے مطابق امام مالکؒ نے ۱۰ ربیع الاول ۱۷۹ھ کو انتقال فرمایا۔۳۳

ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین السراج نے آپ کا درجِ ذیل مرثیہ کہا ہے جسے ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں نقل کیا ہے:

سقی جدثاً ضم البقیع لمالک — من المزن مرعاد السحائب مبراق
امام موطاه الذی طبقت به — اقالیم فی الدنیا فساح و آفاق
اقام به شرع النبی محمدٌ — له حذر من ایضام و اشفاق
له سند عال صحیح و هیبة — فللکل منه حین یرویه اطراق

واصحاب صدق کلھم علم فسل بھم انھم ان انت ساء لت حذاق

ولو لم یکن الا ابن ادریس وحدہ کفاہ الا ان السعادۃ ارزاق ۳۴

[اللہ! امام مالکؒ کی قبر کو جو بقیع میں ہے گرجنے چمکنے والے بادلوں سے سیراب کرے، وہ امام ہیں، ان کی کتاب موطا نے دنیا کے وسیع اقالیم اور آفاق کو ڈھک دیا ہے، انہوں نے اس کے ذریعے نبی کریم ﷺ کی شریعت کو قائم کیا ہے، آپ کو ظلم کا خوف تھا، اس کی سند عالی اور صحیح ہے اور اسے ہیبت حاصل ہے، ہر کوئی اسے سر جھکا کر روایت کرتا ہے، اصحابِ صدق سب ہی سردار ہیں، اگر تو نے پوچھنا ہے تو ان سے پوچھ یہ حاذق ہیں، اور اگر ابن ادریس اکیلا ہی ہوتا تو وہ آپ کو کفایت کرتا، آگاہ رہو، سعادت بھی رزق ہے۔]

امام مالکؒ کی کتاب الموطا کتب احادیث میں سب سے قدیم اور مستند ترین کتاب ہے۔ امام مالک کے مختلف شاگردوں نے اس کتاب کو روایت کیا ہے۔ تاہم سب سے زیادہ شہرت یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کے نقل کردہ نسخے کو حاصل ہوئی۔

موطا کے لفظی معنی روندا ہوا یا چلا ہوا کے ہیں۔ ۳۵ مجازی معنی یہ ہیں کہ جس پر آئمہ وعلماء اور اکابر چلے ہوں اور جس کو ان سب کے راویوں نے روندا اور پامال کیا ہو یعنی سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اس سے اتفاق کیا ہو۔ اس طرح گویا اس کے معنی متفق اور مطابق کے ہیں۔ چونکہ تصنیف کے بعد امام مالکؒ نے فقہائے مدینہ میں سے ستر فقہاء کے سامنے اسے پیش کیا۔ تمام شیوخ حدیث نے اس سے اتفاق کیا اس لیے اس کا نام موطا مشہور ہو گیا۔ ۳۶

موطا امام مالکؒ اپنے خصائص وامتیازات کے اعتبار سے احادیث کے دوسرے مجموعوں سے منفرد وممتاز ہے۔ اس کی ایک بڑی اور اہم خصوصیت اس کی احادیث کا بہ سند عالی مروی ہونا بھی ہے۔ موطا کے نام سے اور بھی مجموعے مرتب ہوئے مگر اس جیسی شہرت ومقبولیت اور اعتبار واستناد کسی اور مجموعے کے حصے میں نہیں آیا۔ ایک جدید تحقیق کے مطابق موطا میں ثنائیات ۳۷ کی کل تعداد ۱۵۳ ہے۔ ۳۸

موطا امام مالک کی عظمت وبلند پایگی کی بنا پر اس کے ساتھ بڑا اعتنا کیا گیا اور اس کی متعدد شروح وحواشی اور تعلیقات لکھی گئیں۔ علمائے ہند میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کی دو شرحیں لکھیں ایک عربی میں مسوی اور دوسری فارسی میں مصفیٰ اور دونوں کو حسن قبول رہا۔ ۳۹

ڈاکٹر محمد کامل حسین لکھتے ہیں: ''موطا کی تصنیف کب عمل میں آئی اس کا تعین خاصا دشوار ہے۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ دس ہزار سے زائد احادیث سے منتخب کردہ مجموعہ ہے۔ امام مالکؒ ہر سال اس ذخیرہ حدیث پر نظر ثانی کرتے اور اس میں سے کچھ حدیثیں کم کرتے جاتے یہاں تک کہ اتنی ہی حدیثیں باقی رہ گئیں جو ہمارے سامنے موطا کی شکل میں موجود ہیں۔'' ۴۰

عام طور پر مؤطا امام مالکؒ کو حدیث کی کتاب سمجھا جاتا ہے۔ جب کہ اس میں صحابہ کرامؓ کے آثار، تابعین عظامؒ کے

اقوال اور خود امام مالکؒ کی فقہی آراء بھی شامل ہیں۔ موطا کا موضوع بنیادی طور پر احکام فقہ ہیں اس لیے وہ سینکڑوں ابواب وفصول جو بخاری و مسلم وترمذی وغیرہ میں نظر آتے ہیں، موطا ان سے خالی ہے۔ البتہ موطا امام مالکؒ کی اہمیت و درجۂ استناد کے پیش نظر بعض اہل علم نے اسے سنن ابن ماجہ کی جگہ صحاحِ ستہ میں شمار کیا ہے۔

ذیل میں ہم موطا امام مالکؒ کی ۱۸۹۱ احادیث کریمہ میں سے وہ منتخب احادیث تاریخی ترتیب سے پیش کررہے ہیں جن کا تعلق سرورِ دوعالم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے اسمائے مبارکہ:

حضرت محمد بن جبیر بن مطعمؓ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں ''محمد ﷺ'' ہوں' میں ''احمد'' ہوں، میں ''ماحی'' ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹادے گا اور میں ''حاشر'' ہوں اور تمام لوگوں کو میرے قدموں پر اکٹھا کردیا جائے گا' اور میں ''عاقب'' (سب سے آخر میں آنے والا) ہوں۔[۴۱]

سراپا مبارک:

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نہ بہت زیادہ طویل القامت تھے اور نہ بالکل ہی کوتاہ قامت تھے (آپ ﷺ کی رنگت) چونے کی طرح سفید بھی نہ تھی اور مکمل طور پر گندمی بھی نہیں تھی۔ آپ ﷺ کے گیسوئے مبارک بہت گھنگریالے بھی نہیں تھے اور بالکل سیدھے بھی نہیں تھے۔ جب عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے (اعلان) نبوت سے سرفراز کیا۔ اعلان نبوت کے بعد آپ ﷺ دس برس تک مکہ میں مقیم رہے اور دس برس تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے ساٹھ برس کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے وصال شریف کے وقت آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوں گے۔[۴۲]

وحی کا نزول:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں۔ حارث بن ہشام نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بعض اوقات وہ گھنٹی کی آواز کی مانند ہوا کرتی ہے اور یہ صورت میرے لئے سب سے زیادہ سخت ہوتی ہے جب اس کا سلسلہ موقوف ہوتا ہے تو میں وہ بات یاد کرلیتا ہوں، کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آکر مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے اور میں اس کی بات یاد کرلیتا ہوں۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ایک بار سخت سردی کے دن میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑا۔[۴۳]

سورۂ عبس کا نزول:

عروہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں۔ عبداللہ بن اُم مکتوم کے حق میں سورہ عبس کی آیات اس وقت نازل ہوئیں جب وہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اے محمد! مجھے اپنے قریب بیٹھنے کا موقع دیں، اس وقت آپ کے پاس مشرکوں کا کوئی رئیس بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے آپ نے عبداللہ کی طرف توجہ نہ دی اور اس مشرک سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اے ابوفلاں! کیا جو میں کہہ رہا ہوں وہ غلط ہے اس نے کہا: نہیں، بتوں کی قسم یہ غلط نہیں ہے تو پھر یہ آیات عبس و تولی نازل ہوئیں۔ ۴۴

نجاشی کی نمازِ جنازہ:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں جس دن نجاشی کا انتقال ہوا اسی دن آپ ﷺ نے لوگوں کو اس کے انتقال کی خبر دی پھر جنازہ گاہ تشریف لائے اور صف باندھ کے نماز جنازہ ادا فرمائی اور چار تکبیریں کہیں۔ ۴۵

اہل مدینہ کے حق میں دعا:

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے حق میں یہ دعا فرمائی۔ ''اے اللہ! ان کے ماپنے اور (ماپنے کے پیانوں) مد اور صاع (یعنی ان کے رزق) میں برکت عطا فرما''۔ ۴۶

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جب (مدینہ منورہ کے) لوگ پہلا پھل دیکھتے تو اسے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں پیش کرتے تو آپ ﷺ اسے لے کر دعا فرماتے:

> ''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے شہر میں برکت عطا فرما۔ ہمارے مد میں برکت عطا فرما اور ہمارے صاع میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! بے شک ابراہیم علیہ السلام نے جو تیرے بندے، تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے تیرے حضور مکہ کے لیے دعا کی تھی۔ میں اسی طرح تیری بارگاہ میں مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں''۔
>
> (دعا سے فراغت کے بعد) سب سے کم عمر بچے کو بلا کر وہ پھل اسے عطا فرما دیتے۔ ۴۷

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت فرما کر) مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت بلالؓ بیمار ہو گئے۔ میں ان کے پاس (مزاج پرسی کے لئے) گئی دریافت کیا۔ ابا جان آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اور بلال آپ کیسے ہیں؟ سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جب بھی بخار ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

کل امری مصبح فی اھلہ
والموت ادنی من شراک نعلہ

[ہر شخص جب صبح اپنے گھر میں (سو کر اٹھتا) ہے تو موت اس کی جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہوتی ہے۔]

اور حضرت بلال کی عادت یہ تھی کہ جب بخار ہوتا تو پکار کر کہتے:

الا لیت شعری هل ابیتن لیلة
بواد وحولی اذخر و جلیل
وهل اردن یوماً میاه مجنة
وهل یبدون لی شامة و طفیل

[اے کاش کہ مجھے پتہ چل جاتا کہ میں دوبارہ پھر کبھی مکہ میں رات بسر کر سکوں گا، میرے ارگرد اس وقت (مکہ کی گھاس) اذخر اور جلیل ہوں گی اور کبھی میں (مکہ کی نواحی بستی) مجنہ کے چشموں تک پہنچ پاؤں گا اور (مکہ کے پہاڑ) شامہ اور طفیل پھر دکھائی دیں گے۔]

سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب میں نے واپس آ کر اس بات کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے دعا کی:

''اے اللہ! مکہ کی محبت جتنی یا اس سے زیادہ مدینہ منورہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے اور ہمارے لئے اس (مدینہ) کے مد اور صاع (یعنی رزق) میں برکت عطا فرما اور یہاں سے بخار کو دور کر کے جحفہ کے مقام پر منتقل کر دے۔'' ۴۸

ہفتہ میں ایک بار قبا تشریف آوری:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ (ہفتے میں ایک مرتبہ) پیدل یا سوار ہو کے قبا تشریف لایا کرتے تھے۔ ۴۹

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب مسجد قبا میں تشریف لے جاتے تو (میری خالہ) اُم حرام کے ہاں تشریف لے جاتے جو آپ کے کھانے کی دعوت کرتی تھیں۔ وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے انہوں نے کھانا کھلایا تو آپ وہیں محوِ خواب ہو گئے پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو اُم حرام نے دریافت کیا، یارسول اللہ ﷺ! آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے جو ایک بڑے دریا میں جہاد کے لئے اس طرح سوار ہو رہے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر سوار ہوتا ہے۔ اُم حرام نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل کرے، آپ نے دعا فرمائی اور دوبارہ سو گئے پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے تو اُم حرام نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں یوں جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ اُم حرام نے پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو پہلے ہی ان میں شامل ہو چکی ہو۔

(راوی کہتے ہیں) بعد میں اُم حرامؓ، حضرت معاویہؓ کے دورِ حکومت میں ایک بحری بیڑے میں شریک ہوئی تھیں اور ساحل پہ اُترتے ہی جانور سے گر کر انتقال فرما گئیں۔ ۵۰

اذان کا حکم:

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ نے دو لکڑیاں بنوانے کا ارادہ کیا اس نیت سے کہ انہیں آپس میں بجا کر لوگوں کو نماز کے لیے اکٹھے کیا جائے تو حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور پھر ان کے بعد بنو حارث بن خزرج کے ایک شخص نے خواب میں دیکھا جس میں انہیں دو لکڑیاں دکھائی گئیں اور کہا گیا۔ رسول اللہﷺ یہ (ایک دوسرے کو مار کر لوگوں کو اکٹھا کرنا چاہتے ہیں) پھر کہا گیا تم (لوگ) نماز کے لیے اذان کیوں نہیں دیتے۔ وہ لوگ جب بیدار ہوئے تو بارگاہِ رسالت مآبﷺ میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا تو آپﷺ نے اذان دینے کا حکم صادر فرمایا۔ ۵۱

تحویل قبلہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں مسجد قبا میں کچھ لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے ایک شخص نے آکر انہیں اطلاع دی کہ رات نبی اکرمﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ جس میں انہیں کعبہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو ان لوگوں نے نماز کے دوران اپنا رُخ شام کی طرف سے موڑ کر کعبہ کی طرف کر لیا۔ ۵۲

سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرمﷺ نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نمازیں ادا کیں پھر غزوۂ بدر سے دو ماہ پہلے قبلہ تبدیل کر دیا گیا۔ ۵۳

غزوۂ احد:

یحییٰ بن سعید انصاری روایت کرتے ہیں، نبی اکرمﷺ نے غزوۂ اُحد کے دن ارشاد فرمایا: کون مجھے سعد بن ربیع انصاری کی کوئی اطلاع لا کر دے گا؟ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہﷺ! میں، پھر وہ شخص گیا اور مقتولین کی لاشوں کو اُلٹ پلٹ کر دیکھنے لگا (وہاں سعد بن ربیع بھی زخموں سے چور پڑے ہوئے تھے) سعد نے دریافت کیا۔ کیا مسئلہ ہے؟ اس نے کہا: مجھے نبی اکرمﷺ نے تمہارا پتہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ سعد نے کہا: تم جاؤ اور بارگاہِ رسالتﷺ میں میرا اسلام عرض کر دینا اور آپ کو اطلاع دینا کہ مجھے بارہ زخم لگے ہیں اور سب انتہائی مہلک ہیں اور اپنی قوم (یعنی مسلمانوں) سے کہہ دینا اگر اللہ کے رسولﷺ (نعوذ باللہ) شہید ہو گئے اور تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ بچ گیا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی بھی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ ۵۴

ابوالنصر روایت کرتے ہیں نبی اکرمﷺ نے شہدائے اُحد (کی تعریف کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کا میں گواہ ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہﷺ! کیا ہم بھی ان کے بھائی نہیں ہے ہم نے بھی انہی کی طرح اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے ہمراہ ہی جہاد میں شریک ہوئے تھے۔ آپﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے! لیکن مجھے تو علم نہیں ہے تم لوگ میرے بعد کیا کرو گے۔ حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور عرض کی' بھلا آپﷺ کے بعد ہم زندہ رہ پائیں گے۔ ۵۵

حضرت عروہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ نبی اکرمﷺ نے اُحد پہاڑ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا تھا: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا

ہےاورہم اس سے محبت کرتے ہیں۔۵۶

غزوۂ ذات الرقاع / غزوۂ بنی انمار:

حضرت صالح بن خوات جنہوں نے غزوۂ ذات الرقاع میں نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز خوف ادا کی تھی روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگ آپ کے ہمراہ نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور کچھ دشمن کے سامنے صف آراء رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے مقتدیوں کے ہمراہ ایک رکعت ادا کی پھر آپ اپنی جگہ کھڑے رہے اور آپ کے مقتدی اپنی اپنی نماز ادا کر کے دشمن کے مقابل چلے گئے اور جو لوگ پہلے دشمن کے مقابلے میں موجود تھے وہ آئے اور انہوں نے آپ کی اقتداء میں ایک رکعت ادا کی۔ پھر آپ بیٹھ گئے اور انہوں نے مزید ایک اور رکعت ادا کی پھر آپ نے ان کے ہمراہ سلام پھیرا۔۵۷

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں۔ غزوۂ بنی انمار میں شرکت کے لئے ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے تو (راستے میں جب ہم نے) ایک درخت تلے پڑاؤ کیا ہوا تھا کہ نبی اکرم ﷺ پر نظر پڑی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ ﷺ سائے میں تشریف لے آئیں تو آپ تشریف لے آئے' میں اپنی گٹھڑی میں (کوئی کھانے کی چیز) تلاش کرنے لگا۔ ایک ککڑی ہاتھ آئی' اسے توڑ کر میں نے آپ ﷺ کی خدمت پیش کیا' آپ ﷺ نے دریافت کیا۔ یہ کہاں سے آئی؟ میں نے عرض کی' ہم یہ مدینہ منورہ سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھی تھا جس کے زادِ راہ کا ہم نے بندوبست کیا تھا اور وہ سفر کے دوران ہمارے جانور چرایا کرتا تھا۔ جب وہ اپنے کام کے لئے جانے لگا تو اس وقت اس نے دو چادریں اوڑھ رکھی تھیں جو خاصی بوسیدہ ہو چکی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے (اس کی حالت زار) دیکھ کر دریافت کیا' کیا اس کے پاس اور لباس نہیں ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں نے اسے پہننے کے لئے دیا ہوا ہے اور وہ اس کی گٹھڑی میں موجود ہے۔ آپ ﷺ نے حکم دیا' اس سے کہو وہ لباس پہن لے۔ میں نے اسے بلا کر کہا: تو اس نے وہ لباس پہن لیا اور جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے ہوا کیا تھا؟ اللہ اس کی گردن مارے، کیا اب پہلے سے بہتر نہیں لگ رہا۔ یہ سن کے اس شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ کی راہ میں میری گردن ماری جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ (راوی کہتے ہیں) پھر وہ شخص واقعی اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔۵۸

غزوۂ خندق:

سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ غزوۂ خندق کے موقع پر (لڑائی کی شدت کے باعث) ظہر اور عصر کی نماز نہیں ادا کر سکے تھے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تھا۔۵۹

گھڑ دوڑ اور جہاد کے لیے تیاری:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں جو گھوڑے باقاعدہ تیار کئے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے درمیان حفیہ کے

مقام سے ثنیۃ الوداع کے مقام تک دوڑ کا مقابلہ کروایا اور جن گھوڑوں کو تیار نہیں کیا گیا تھا' ان کے درمیان ثنیۃ الوداع سے مسجد زریق کے درمیان دوڑ کا مقابلہ کروایا۔ خود حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی اس مقابلے کے سواروں میں شامل تھے۔۶۰

جنگ میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت:

حضرت عبدالرحمٰن بن کعبؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا تھا جنھیں ابن ابی الحقیق ۶۱ کے قتل پر معمور کیا تھا۔ ان میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ ابن الحقیق کی بیوی نے چیخ مار کر ہمارے لئے مشکل پیدا کی تھی تو میں نے اسے قتل کرنے کے لئے اپنی تلوار اُٹھائی پھر آپ ﷺ کی ممانعت یاد آئی تو اپنا ہاتھ روک لیا ورنہ ہم اس سے بھی چھٹکارہ پا لیتے۔۶۲

نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جنگ کے دوران ایک عورت کو مقتولین میں شامل دیکھ کر خاصی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور خواتین اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔۶۳

غزوۂ تبوک:

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو آپ ﷺ (سفر میں آسانی کے لئے) ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے ایک دن آپ نے ظہر کی ادائیگی میں تاخیر کی (جب اس کا وقت ختم ہونے کے قریب ہوا) تو ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی ادا کی پھر مغرب (میں تاخیر کی) اور مغرب وعشاء اکٹھی ادا کی پھر فرمایا: کل تم انشاء اللہ تبوک کے چشموں تک پہنچنے میں کامیاب ہو جاؤ گے اور تم دن چڑھنے سے پہلے بہر حال وہاں نہیں پہنچ سکو گے۔ تاہم جب تم وہاں پہنچ جاؤ تو میرے آنے تک اس چشمے کا پانی ہرگز استعمال نہ کرنا۔ پھر ہم اس چشمے تک پہنچنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔ ہم سے پہلے دو اشخاص وہاں پہنچ چکے تھے۔ چشمے میں تھوڑا سا پانی چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے ان دونوں اشخاص سے دریافت کیا' کیا تم نے اس کے پانی کو استعمال کیا ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے اس بات پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور جو اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی انہیں کہا: پھر لوگوں نے اپنے چلوؤں کے ساتھ تھوڑا پانی نکال کے ایک برتن میں ڈال کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ دھویا اور ہاتھ دھو کے وہ پانی دوبارہ چشمے میں ڈال دیا تو وہ چشمہ جاری ہو گیا اور لوگوں نے اس سے اپنی ضروریات کو پورا کر لیا۔۶۴

آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قریب ہے اے معاذ اگر تمہاری زندگی طویل ہوئی تو تم دیکھ لینا اس کے پانی سے باغات سیراب کیے جایا کریں گے۔۶۵

سورۂ فتح کا نزول:

اسلم عدوی روایت کرتے ہیں ایک مرتبہ آپ ﷺ رات کے وقت کسی سفر پر جا رہے تھے حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے ہمراہ

تھے۔حضرت عمرؓ نے کوئی بات پوچھی تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، انہوں نے دوبارہ پوچھا پھر جواب نہ ملا' پھر پوچھا پھر جواب نہ ملا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (دل ہی دل میں خود کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا اے عمر! کاش تو مر گیا ہوتا کہ تو نے تین مرتبہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں سوال پیش کیا اور جواب سے محروم رہا۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے اپنے اونٹ کو تیز کیا اور آگے لے گیا۔لیکن دل میں یہ خوف بھی تھا کہ شاید میرے بارے میں قرآن (کی آیات) نازل ہو جائیں' تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے بلند آواز سے مجھے پکارا' میں پھر ڈر گیا کہ ضرور میرے بارے میں ہی کچھ حکم وغیرہ نازل ہوا ہوگا۔آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔تو آپ ﷺ نے جواباً اشارہ فرمایا: رات (یعنی ابھی) میرے اوپر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی: انا فتحنا لک فتحا مبینا.۶۶

رسول اللہ ﷺ کے عمرے:

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین عمرے ادا فرمائے ہیں ایک حدیبیہ کے سال' ایک قضیہ کے برس اور ایک جعرانہ کے برس میں۔۶۷

عروہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے کل تین عمرے ادا کیے ہیں۔ان میں سے ایک شوال میں اور دو ذوالقعدہ میں ادا کیے۔۶۸

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے (ایک مرتبہ) عمرے کے لیے جعرانہ کے مقام سے احرام باندھا تھا۔۶۹

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے (کفار کی طرف سے پیش آمدہ رکاوٹ کے باعث) حدیبیہ کے مقام پر اپنی ہدی کے جانور ذبح کر دیئے تھے اور انہوں نے اپنے سر منڈوا دیئے تھے حالانکہ نہ تو انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا اور نہ ہی ان کی ہدی بیت اللہ تک پہنچ پائی تھی۔

(امام مالک فرماتے ہیں) خیر ہمارے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب اور ہمراہیوں میں سے کسی کو قضا یا اعادہ کا حکم دیا ہو۔۷۰

غزوۂ خیبر:

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب خیبر روانہ ہوئے تو رات کے وقت وہاں پہنچے آپ ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ رات کے وقت اگر کہیں پہنچتے تو صبح ہونے سے پہلے جنگ کا آغاز نہیں فرماتے تھے۔اگلی صبح خیبر میں بسنے والے یہودی اپنی کدالیں وغیرہ لے کر (مزدوری وغیرہ کے لئے) نکلے اور انہوں نے آپ ﷺ (کے لشکر) کو دیکھا تو کہا: خدا کی قسم! یہ ضرور محمد اور ان کا لشکر (ہوگا)۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اکبر! (سمجھ لو) خیبر برباد ہوگیا: اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ۔۷۱

سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے خیبر فتح کرلیا تو آپ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے یہ فرمایا: جب تک اللہ کی مرضی ہوگی ہم تمہیں یہاں رہنے دیں گے۔اس شرط پر (کہ یہاں کے باغات) کی پیداوار ہمارے اور تمہارے درمیان برابر تقسیم ہوگی۔پس نبی اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو خیبر بھیجا کرتے تھے، وہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کرکے یہ کہتے جو تم پسند کرو تم لے لو اور جو چاہو مجھے دے دو۔یہودی اپنا حصہ لے لیا کرتے تھے۔۲؎

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو خیبر بھیجا کرتے تھے۔وہ پیداوار اپنے اور یہودیوں کے درمیان تقسیم کردیتے۔ایک مرتبہ یہودیوں نے خواتین کے بعض زیورات ان کے سامنے رکھ کر کہا: یہ آپ لیں اور ہمارے ساتھ کچھ نرمی کرتے ہوئے ہمارا حصہ کچھ زیادہ کردیں۔حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا: اے یہودیو! تم میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ ناپسندہ مخلوق ہو لیکن اس کے باوجود میں اس وجہ سے تمہارے ساتھ زیادتی نہیں کروں گا۔تم نے جو رشوت پیش کی ہے یہ حرام ہے۔ہم اسے وصول نہیں کرسکتے۔تو یہودی بولے اسی (ایمانداری اور عدل وانصاف کی) وجہ سے زمین و آسمان قائم ہیں۔۳؎

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ خیبر سے واپس روانہ ہوئے تو آپ رات بھر سفر کرتے رہے۔رات کے آخری حصے میں آپ نے پڑاؤ کا حکم دیا اور حضرت بلالؓ کو ہدایت کی کہ فجر کی نماز کا خیال رکھنا۔نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب سو گئے۔حضرت بلالؓ جب تک ان کے بس میں تھا، جاگتے رہے۔پھر انھوں نے مشرق کی طرف منہ کرکے سواری کے ساتھ ٹیک لگائی تو ان کی بھی آنکھ لگ گئی۔نبی اکرم ﷺ و حضرت بلالؓ یا اہل لشکر میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا۔یہاں تک کہ دھوپ کی شدت نے انہیں بیدار کیا۔نبی اکرم ﷺ (نماز قضا ہوجانے کی وجہ سے) پریشان ہوگئے۔حضرت بلالؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں بھی اسی چیز کا شکار ہوگیا جو آپ کو لاحق ہوئی۔نبی اکرم ﷺ نے لشکر کو کوچ کی ہدایت کی۔لوگوں نے اپنی سواریاں کھڑی کیں اور تھوڑا سا سفر طے کیا۔پھر نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت حضرت بلالؓ نے نماز کے لیے اقامت کہی اور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے تو اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے: ''مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کرو''۔۴؎

فتح مکہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ کے ہمراہ حضرت بلال، اسامہ بن زید اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم تھے، تو انہوں نے دروازہ بند کرلیا اور وہیں ٹھہرے رہے۔جب وہاں سے نکلے تو میں نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ نے اندر کیا کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ (نے ایسے مقام پر کھڑے ہوکر جہاں) ایک ستون آپ ﷺ کی بائیں جانب دو ستون دائیں جانب اور تین ستون پچھلی جانب تھے، نماز ادا فرمائی۔(یاد رہے کہ خانہ کعبہ کی عمارت ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھی۔۵؎

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں۔ فتح مکہ کے سال جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ ﷺ سر مبارک پر ایک (لوہے کا بنا ہوا) خود پہنے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! ابن خطل ۷۶؎ خانہ کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حکم دیا' اسے قتل کر دو۔ ۷۷؎

مردوں کی بیعت:

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں ہم نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی کہ ہم ہر آسانی اور سختی، خوشی اور غم کی حالت میں آپ کا حکم سنیں گے اور اس کی پیروی بھی کریں گے اور یہ کہ حکومت کے اہل شخص کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے اور یہ کہ ہم ہر حالت میں حق کا دامن تھامے رکھیں گے اور اس سلسلے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔ ۷۸؎

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر (آپ کا حکم) ماننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرتے تو آپ فرماتے' تمہاری استطاعت کے مطابق۔ ۷۹؎

خواتین کی بیعت:

حضرت امیمہ بنت رقیقہؓ روایت کرتی ہیں میں بھی دیگر بہت سی خواتین کے ہمراہ آپ ﷺ سے اسلام کی بیعت کرنے کے لئے آئی تو ان عورتوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ سے اس بات کی بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، کسی پہ بہتان نہیں لگائیں گی' شریعت کے احکام میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (بیعت) تمہاری استطاعت (کی حد تک) ہوگی۔ انہوں نے عرض کی: بلا شبہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے بارے میں خود ہماری اپنی ذات سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ ہم آپ کے ہاتھ کو تھام کر بیعت کرنا چاہتی ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا' ایک سو عورتوں کو میرا کچھ کہہ دینا ایسا ہی ہے جیسا کسی ایک عورت کو کہا۔ ۸۰؎

غزوۂ حنین:

حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ حنین کے موقع پر جب کفار کے مقابل ہوئے اور مسلمانوں کے درمیان انتشار کی کیفیت پیدا ہوئی تو میں نے دیکھا کہ ایک کافر نے ایک مسلمان کو تقریباً مغلوب کر لیا ہے میں نے اس پر تلوار سے حملہ کیا تو وہ بھی جواباً مجھ پر حملہ آور ہوا اور اس شدت سے کہ اس نے مجھے موت کا مزہ چکھا ہی دیا تھا لیکن وہ خود موت کا شکار ہو گیا اور میری جان بچ گئی۔ بعد میں وہاں مجھے حضرت عمرؓ ملے تو میں نے پوچھا: آج لوگوں کو ہوا کیا ہے؟ انہوں نے کہا، اللہ کی مرضی ہے۔ پھر اس کے بعد جب جنگ ہوئی تو رسول ﷺ نے اعلان کیا: جس شخص نے کسی کافر کو قتل کیا ہے اور قتل کا گواہ بھی موجود ہے تو اس مقتول کا ساز و سامان (بطور انعام) قاتل کو دے دیا جائے۔

حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں یہ سن کر میں اُٹھ کھڑا ہوا لیکن یہ سوچ کر بیٹھ گیا کہ گواہ کہاں سے لاؤں گا۔ آپ ﷺ نے پھر اعلان کیا: جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہے تو مقتول کا سازوسامان اس کو دے دیا جائے۔ بشرطیکہ وہ اپنے ہمراہ کوئی گواہ بھی رکھتا ہو۔ میں پھر اٹھا لیکن یہ سوچ کر بیٹھ گیا کہ اب گواہ کہاں سے تلاش کرتا پھروں گا۔ پھر جب آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی یہی اعلان فرمایا اور میں پھر کھڑا ہو کے بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا۔ ابوقتادہؓ کیا بات ہے؟ میں نے وجہ بیان کی۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں' اس مقتول کافر کا سازوسامان میرے پاس ہے۔ آپ ﷺ براہِ مہربانی وہ سامان ان کی بجائے مجھے عطا فرمادیں۔ تو حضرت ابوبکرؓ اُٹھے اور کہا: خدا کی قسم ایسا نہیں ہوسکتا کہ اللہ کا ایک شیر تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے لڑائی میں شریک ہو اور اس کا حصہ تمہیں دے دیا جائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (ابوبکر) ٹھیک کہہ رہے ہیں تم یہ سامان اسے دے دو۔ اس نے وہ سامان مجھے دے دیا تو میں نے اس میں سے زرہ فروخت کر کے بنوسلمہ کے محلے میں ایک باغ خریدا اور یہی باغ سب سے پہلا اثاثہ تھا جو اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے نصیب ہوا۔ ۸۱

حضرت عمرو بن شعیبؒ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ جب حنین کے بعد جعرانہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو بعض لوگوں نے (مالِ غنیمت کا) مطالبہ کیا یہاں تک کہ آپ کا اونٹ ایک درخت کے نزدیک ہوگیا اور آپ کی چادر مبارک کانٹوں میں اٹک کر پشت مبارک سے اُتر گئی تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ اللہ کی عطا کردہ اشیاء میں تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اللہ تعالیٰ تمہیں تہامہ کے درختوں کے برابر بھی اونٹ دے دے تو میں وہ سب بھی تمہارے درمیان تقسیم کردوں گا اور تم مجھے اس معاملے میں کنجوس' نااہل یا فریبی شخص نہیں پاؤ گے۔

پھر جب آپ ﷺ سواری سے اُتر کر لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے تو فرمایا: اگر کسی نے سوئی اور دھاگہ بھی نکال لیا ہو تو وہ بھی لے آؤ، کیونکہ مالِ غنیمت میں سے کوئی بھی چیز چرالینا دُنیا میں باعث ندامت اور قیامت میں باعث عیب اور جہنم ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے زمین سے ایک اونٹ یا بکری کے بالوں کا گچھا اُٹھایا اور فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو مال اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے میرا حصہ اتنا سا بھی نہیں ہے سوائے خمس کے، لیکن وہ بھی درحقیقت تمہارے لئے ہے۔ ۸۲

زید بن خالد جہنی روایت کرتے ہیں غزوۂ حنین کے موقع پر ایک صحابی شہید ہوگئے جب ان کی شہادت کی اطلاع آپ ﷺ کو دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ لوگوں کے چہرے متغیر ہوگئے (شاید یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ ہم سے ناراض ہوگئے ہیں)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے مالِ غنیمت میں سے چوری کی تھی۔

حضرت زیدؓ کہتے ہیں بعد میں ہم نے اس کا مال واسباب ٹٹولا تو اس میں یہودیوں کے چند ہار رکھے ہوئے تھے جن کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہیں تھی۔ ۸۳

عبداللہ بن مغیرہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ مختلف قبائل کے پاس تشریف لائے اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ تاہم ایک قبیلے کے پاس تشریف نہیں لے گئے۔ کیونکہ ان کے ایک شخص کے سامان میں سے مالِ غنیمت میں سے اُٹھائی

جانے والی کوئی معمولی سی چیز برآمد ہوئی تھی۔ آپ ﷺ جب اس قبیلے کے پاس آئے تو ان پر اس طرح تکبیر کہی جیسے کسی مردے پر کہی جاتی ہے۔۸۴

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ غزوۂ حنین پر روانہ ہوئے تو مالِ غنیمت میں سونے اور چاندی کے بجائے کپڑے اور دیگر ساز وسامان ہاتھ آیا۔ رفاعہ بن زید کے ایک سیاہ رو غلام نے جس کا نام مدعم تھا ان کی طرف سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا پھر جب آپ ﷺ وادی قریٰ کی طرف روانہ ہوئے اور وادی میں پہنچے، وہی غلام آپ ﷺ کے اونٹ کی پالان اُتار رہا تھا کہ اتنے میں ایک اندھا تیر آ کر اسے لگا اور وہ وہیں جاں بحق ہو گیا لوگوں نے کہا: اسے جنت مبارک ہو آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس نے غزوۂ حنین کے موقع پر مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے ایک کمبل چرا لیا تھا جو آگ کی طرح اب اس پر جل رہا ہے۔
یہ سن کر ایک شخص نے ایک یا دو تسمے بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش کئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک یا دو تسمے بھی آگ (کی مانند) ہیں۔۸۵

حجۃ الوداع:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ہم حجۃ الوداع کے سال نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کے ارادے سے حاضر ہوئے تو بعض لوگوں نے صرف عمرے کا اور بعض نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا، پس جس نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اس نے تو عمرے سے فارغ ہو کے احرام کھول دیا' البتہ جس نے صرف حج یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے قربانی کے دن (دس ذوالحج) تک احرام نہیں کھولا۔۸۶
سلیمان بن یسار روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ حجۃ الوداع کے برس حج کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کے بعض اصحاب نے حج کا' بعض نے حج اور عمرے دونوں کا' بعض نے صرف عمرے کا احرام باندھا تو جس نے حج کا یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا اس نے تو نہیں کھولا البتہ جس نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا اس نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا۔۸۷

تعمیر کعبہ:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمہاری قوم نے جب کعبہ کی تعمیر نو کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں پر نہیں بلکہ اس میں کچھ کمی کر دی۔'' سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر کیوں نہیں تعمیر کروا دیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری قوم کا (زمانہ) کفر نزدیک نہیں ہوتا (یعنی وہ نومسلم نہ ہوتے) تو میں (اس طرح) بنوا بھی دیتا۔۸۸

سورج گرہن:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں ایک مرتبہ آپ ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کے ہمراہ نماز (کسوف) ادا کی جس میں آپ نے خاصا طویل قیام اور پھر لمبا رکوع کیا اور پھر دوبارہ طویل قیام کیا جو پہلے سے کچھ کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر اُٹھے اور سجدہ کیا، آپ ﷺ نے پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے (تو گرہن ختم ہو چکا تھا اور) سورج چمکدار تھا۔ پھر آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں اللہ کی حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا: سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان دونوں کو کسی کی زندگی یا موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ جب تم (انہیں گرہن لگا) دیکھو تو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیا کرو اور اس کی بڑائی بیان کیا کرو اور صدقہ کیا کرو۔

پھر ارشاد فرمایا: اے محمد (ﷺ)! کی اُمت! خدا کی قسم کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غیرت اس بات پر فرماتا ہے کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے۔ اے محمد (ﷺ)! کی اُمت! اگر تمہیں اس چیز کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ ۸۹

اہل بقیع کے لیے دعا:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں ایک رات نبی اکرم ﷺ اُٹھے اور لباس زیب تن کر کے باہر نکلے تو میں نے اپنی کنیز بریرہ سے کہا وہ آپ کے پیچھے چلتی رہے تو وہ چلی گئی۔ آپ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جب تک خدا کو منظور تھا وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس آنے لگے تو آپ سے پہلے بریرہ واپس آئی اور مجھے ساری بات سے آگاہ کیا۔ میں نے اس بات کا ذکر آپ سے نہیں کیا۔ صبح جب میں نے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجھے بقیع والوں کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ میں ان کے لئے دعا کروں۔ ۹۰

بیماری میں معوذات سے دَم:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں آپ ﷺ جب بیمار ہوتے تو سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارا کرتے تھے پھر جب آپ کی بیماری شدید ہوگئی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کا ہاتھ بھی آپ کے جسم پر پھیرتی جارہی تھی تاکہ زیادہ برکت حاصل ہو۔ ۹۱

وصالِ مبارک سے ایک برس پہلے:

ام المومنین سیدہ حفصہؓ فرماتی ہیں: میں نے کبھی نبی اکرم ﷺ کو بیٹھ کر نوافل ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا تاہم وفات سے ایک برس پہلے آپ ﷺ بیٹھ کر نوافل ادا کرلیا کرتے تھے اور ان میں اس قدر ٹھہر کر تلاوت کرتے کہ وہ طویل تر ہو جاتی۔ ۹۲

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امامت کا حکم:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مرض الموت میں حکم دیا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ابوبکرؓ جس وقت آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونا شروع کر دیں گے اور مقتدیوں کو قرأت کی آواز کی بجائے ان کے رونے کی آواز ہی پہنچے گی اس لئے آپ' حضرت عمرؓ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں، آپ ﷺ نے پھر حکم دیا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے حضرت حفصہؓ سے کہا تم آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو گریہ کے باعث ان کی آواز بھی نہیں نکل سکے گی۔ حضرت حفصہؓ نے یہی عرض کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یوسف (علیہ السلام) کی ساتھی خواتین کی طرح ہو' ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

تو حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا: تم سے تو مجھے کبھی بھی بھلائی نہیں پہنچی۔ ۹۳

عروہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مرض الموت کے دوران ایک مرتبہ مسجد تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ اس وقت قیام کی حالت میں امامت فرما رہے تھے۔ انہوں نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ نے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا اور خود ان کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کی پیروی میں اور لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی پیروی میں نماز ادا کی۔ ۹۴

وصالِ مبارک سے ایک دن قبل:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں اپنی وفات سے پہلے ایک دن آپ ﷺ میرے سینے سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور سیّدہ عائشہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ تھیں کہ اس اثناء میں ارشاد فرمایا: اے اللہ! تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ ۹۵

پیغمبروں کو موت وحیات میں اختیار:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو پیغمبر بھی انتقال کرتا ہے تو اسے (موت وحیات میں) اختیار دیا جاتا ہے۔ سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے (ایک دن) آپ ﷺ کی زبانی یہ سنا۔ ''اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں'' تو میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ (اس دنیا سے) تشریف لے جانے والے ہیں۔ ۹۶

آپ ﷺ کا آخری کلام:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے آخری بات یہ ارشاد فرمائی تھی:

اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ کو تباہ وبرباد کردے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا تھا۔ خبردار! سرزمین عرب میں دو دین باقی نہیں رہیں گے (یعنی صرف اسلام باقی رہے گا)۔ ۹۷

وصال مبارک، تکفین وتدفین:

امام مالکؒ کو پتہ چلا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پیر کے دن اس دنیا سے رخصت ہوئے اور منگل کے دن لوگوں نے تنہا تنہا آپ کے نماز جنازہ' بغیر کسی امام کے ادا کی۔ پھر اس کے بعد بعض لوگوں نے خیال کیا کہ آپ کو آپ کے منبر کے پاس دفن کیا جائے۔ بعض کا خیال یہ تھا کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنا ہے کہ جو نبی جس مقام پر واصل بحق ہوا اسے وہیں دفن کیا گیا' یہ روایت سننے کے بعد جس مقام پر آپ ﷺ نے جان' جان آفریں کے سپرد کی تھی' وہیں لحد کے لئے جگہ کھودی گئی۔

آپ ﷺ کو غسل دیتے وقت جب آپ کا کرتہ مبارک اُتارنے کی کوشش کی گئی تو (غیب سے) آواز آئی۔ قمیض مت اتارو۔ سو اسی حالت میں آپ کو غسل دیا گیا۔98

امام محمد باقر روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کو قمیص پہنے ہی غسل دیا گیا۔99

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کو سحول کے بنے ہوئے تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا اور اس کفن میں قمیض یا عمامہ شامل نہ تھا۔100

حضرت عروہ بن زبیرؓ روایت کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں دو شخص تھے۔ ان میں سے ایک لحد بناتا تھا اور دوسرا انہیں بناتا تھا تو فیصلہ یہ کیا گیا کہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کی تیاری کے لیے جو پہلے آگیا وہ اپنا کام شروع کردے گا۔ تو پھر وہ شخص پہلے آپہنچا جو لحد بنایا کرتا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے لیے قبر تیار کی گئی جس میں پہلو پر میت رکھنے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے۔101

ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ فرماتی ہیں مجھے اس وقت آپ ﷺ کے انتقال کا یقین ہوا جب میں نے (قبر مبارک تیار کرنے کے لیے) پھاوڑا چلنے کی آواز سنی۔102

آپ ﷺ کی نصیحت:

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک انہیں (مضبوطی کے ساتھ) تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور دوسری اس کے نبی کی سنت۔103

ترکہ:

اُم المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات نے آپ ﷺ کے ترکہ کی وصولی کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفۂ وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجنا چاہا تو میں نے کہا: کیا نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا تھا: ہمارے ترکے کا کوئی وارث نہیں ہوگا وہ سب صدقہ شمار ہوگا۔104

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بعد، میری ازواج کے خرچ اور میرے نائب

(خلیفہ) کے خرچ کے بعد بچنے والا میرا تمام ترکہ صدقہ شمار ہوگا اور اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔۱۰۵

آپ ﷺ کی رات کی نماز:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ رات کے وقت گیارہ رکعت ادا فرماتے تھے جن میں سے (دس رکعت تو دو دو کر کے) ایک رکعت تنہا ادا کیا کرتے تھے پھر جب آپ ﷺ فارغ ہو جاتے تو دائیں پہلو (کے بل) آرام فرما ہو جاتے۔۱۰۶

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں: میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ رمضان کے مہینے میں نماز (تہجد) کس طرح ادا کیا کرتے تھے۔ تو ام المومنینؓ نے ارشاد فرمایا: رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت ادا کیا کرتے تھے۔ ان میں پہلی چار رکعت (میں قرات) کے حسن اور طوالت کی بابت کچھ نہ پوچھو پھر چار رکعت ادا فرماتے اور ان (میں قرات) کے حسن اور طوالت کی بابت کچھ نہ پوچھو پھر آپ ﷺ تین رکعت ادا فرماتے۔

ام المومنینؓ فرماتی ہیں: میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! میری دونوں آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔۱۰۷

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ رات کے وقت تیرہ رکعت ادا کیا کرتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان سنائی دیتی تو دو مختصر رکعت ادا فرما لیتے۔۱۰۸

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: (بچپن میں) ایک رات میں اپنی خالہ، ام المومنین سیدہ میمونہؓ کے ہاں ٹھہرا، بستر پر عرض کی طرف لیٹا ہوا تھا اور آپ ﷺ اور ام المومنینؓ طول کی سمت لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ سو گئے۔ جب نصف رات بیت گئی یا شاید اس سے کچھ پہلے تو آپ ﷺ بیدار ہوئے، اٹھ کے بیٹھے اور اپنے ہاتھوں سے آنکھیں ملنے لگے، پھر آپ ﷺ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں، پھر قریب ہی لٹکے ہوئے ایک مشکیزے سے آپ ﷺ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں: میں نے بھی ایسا ہی کیا، پھر جب آپ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور پھر میرے دائیں کان کو پکڑ کر ملنے لگے پھر آپ ﷺ نے دو دو رکعت ادا کیں پھر دو، پھر دو، پھر دو اور پھر دو رکعت ادا کیں پھر ایک وتر ادا کیا اور پھر لیٹ گئے۔ پھر جب مؤذن نے اذان دی تو آپ ﷺ نے دو مختصر رکعات ادا کیں اور (مسجد میں) تشریف لا کے فجر کی نماز ادا کی۔۱۰۹

حضرت زید بن خالدؓ فرماتے ہیں: ایک دن میں نے پختہ ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کی رات کی نماز کا ضرور مشاہدہ کروں گا تو میں آپ کی چوکھٹ پر ٹیک لگا کے بیٹھ گیا۔

آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے دو رکعات انتہائی طویل ادا فرمائیں پھر دو رکعت ادا فرمائیں، جو پہلے والی رکعت سے کچھ کم تھی پھر دو رکعت ادا فرمائیں جو ان سے بھی کچھ مختصر تھیں پھر دو رکعات ادا فرمائیں جو ان سے بھی کچھ کم تھیں پھر دو

رکعت ادا فرمائیں جوان سے بھی مختصر تھیں، پھر دو رکعت ادا فرمائیں جوان سے کچھ مختصر تھیں پھر (ایک رکعت) وتر ادا کیا تو یہ کل تیرہ رکعات ہو گئیں۔۱۱۰

ام المومنین سیدہ حفصہؓ روایت کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ فجر کی اذان کے بعد اور جماعت سے پہلے دو مختصر رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔۱۱۱

نمازِ تراویح:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں: ایک رات آپ ﷺ نے مسجد میں نماز تراویح ادا کی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اگلی رات پھر آپ نے اسی طرح نماز ادا کی تو لوگوں کی تعداد زیادہ تھی۔ پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ اکٹھے ہو گئے۔ لیکن آپ ﷺ مسجد تشریف نہ لے گئے۔ اگلے دن صبح ارشاد فرمایا: میں نے دیکھ لیا تھا کہ تم لوگ اکٹھے ہوئے ہو لیکن میں اس خوف سے نماز (تراویح) پڑھانے نہیں آیا کہ کہیں وہ بھی تم پر فرض نہ ہو جائے۔ (یہ واقعہ) رمضان کے مہینے میں پیش آیا۔۱۱۲

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز تراویح کا حکم دینے کی بجائے (صرف) اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان میں قیام کیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔۱۱۳

نماز استسقاء:

عبداللہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نماز استسقاء ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو قبلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی چادر کو الٹ دیا۔۱۱۴

حضرت عمرو بن شعیبؓ فرماتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ بارش کے لیے دعا مانگتے تو یہ دعا کرتے۔

اللهم اسق عبادک و بهيمتک وانشر رحمتک وا حی بلدک الميت.

[اے اللہ! تو اپنے بندوں اور جانور کو سیراب کر اور اپنی رحمت پھیلا دے اور اپنی خشک سرزمین کو سرسبز و شاداب کر دے۔] ۱۱۵

نمازوں میں قرآن کریم کی مختلف سورتوں کی تلاوت:

حضرت جبیر بن مطعمؓ روایت کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔۱۱۶

سیدہ ام فضل بنت حارثؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو سورۃ المرسلات کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمانے لگیں۔ تمہاری تلاوت سن کر مجھے یاد آ گیا کہ نبی اکرم ﷺ کے اقتداء میں جو آخری مغرب کی نماز میں نے ادا کی تھی۔ اس میں آپ ﷺ نے

یہی سورۃ تلاوت کی تھی۔[۱۱۷]

حضرت نعمان بن بشیرؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن سورۂ جمعہ اور سورۂ الغاشیہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔[۱۱۸]

ابو واقد لیثی سے حضرت عمرؓ نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں بھلا کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے تو انھوں نے جواب دیا کہ ق والقرآن المجید (سورۂ ق) اور اقتربت الساعة وانشق القمر (سورۂ قمر)۔[۱۱۹]

سجدۂ سہو:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں (ایک مرتبہ) نبی اکرم ﷺ نے (چار رکعت والی نماز میں) دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا تو حضرت ذوالیدینؓ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ ﷺ کو خیال نہیں رہا؟

تو آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں سے دریافت کیا: کیا ذوالیدین درست کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، جی ہاں! تو آپ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور اخیر کی دو رکعات ادا کیں اور سلام پھیرنے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دو سجدے کیے (اور پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا)[۱۲۰]

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں (اس لیے) بھول جاتا ہوں یا مجھے بھلا دیا جاتا ہے تاکہ (اہل ایمان کی آسانی کے لیے) ایک نئی راہ سامنے آسکے۔[۱۲۱]

نفلی روزے:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ کبھی آپ ﷺ اس طرح لگاتار (نفلی) روزے رکھا کرتے تھے کہ ہم یہ سمجھا کرتے تھے کہ آپ ہمیشہ ہی روزہ رکھا کریں گے اور کبھی روزے رکھنا یوں موقوف کر دیتے کہ اب ایسا محسوس ہوتا کہ شاید آپ ﷺ اب کبھی روزہ نہیں رکھیں گے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ اور کسی مہینے میں سارا مہینہ روزے رکھے ہوں یا پھر آپ ﷺ سب سے زیادہ شعبان میں روزہ رکھا کرتے تھے۔[۱۲۲]

اعتکاف:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب معتکف ہوتے تو اپنا سر میری طرف جھکا دیتے تو میں آپ ﷺ کے بالوں میں کنگھی کر دیا کرتی۔ نیز آپ ﷺ ضروری حاجت کے بغیر گھر تشریف نہیں لاتے تھے۔[۱۲۳]

آپ ﷺ کا قسم اٹھانا:

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کبھی (اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کے ساتھ) قسم اٹھایا کرتے تھے۔ ومقلب القلوب (دلوں کو پھیر دینے والی ذات کی قسم)[۱۲۴]

آپ ﷺ کا دائیں جانب سے اشیاء کو تقسیم فرمانا:

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا، جس میں کنویں کا پانی ملا ہوا تھا اس وقت آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک دیہاتی اور بائیں جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے (تھوڑا سا دودھ) نوش فرما کر دیہاتی کو دیتے ہوئے کہا: دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے، پی کر اپنے سے دائیں طرف والے کو (دیتے چلے جاؤ)۔۱۲۵

سہل بن سعد انصاریؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دودھ پیش کیا گیا، اس وقت آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب بزرگ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے لڑکے سے دریافت کیا۔ اگر تم اجازت دو تو میں یہ پہلے عمر رسیدہ حضرات کو دے دوں۔ اس لڑکے نے کہا: ہرگز نہیں، یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم! میں آپ ﷺ کے پس خوردہ میں سے اپنے حصے میں ہرگز کسی کو ترجیح دینا پسند نہیں کروں گا، پس آپ ﷺ نے دودھ اسی لڑکے کو دیا۔۱۲۶

صدقہ:

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے سامنے دست سوال دراز کیا تو آپ ﷺ نے عطا فرمایا: انہوں نے پھر مانگا: آپ ﷺ نے پھر عطا کیا، یہاں تک کہ جو کچھ بھی آپ ﷺ کے پاس تھا، سب ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاں تک ہو سکے گا میں (خرچ کرنے سے) دریغ نہیں کروں گا لیکن جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال سے بچائے گا اور جو شخص غنی ہونے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کرے گا اور جو شخص صبر اختیار کرنے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق دے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع کوئی چیز کسی کو نہیں دی گئی۔۱۲۷

تیمّم کا حکم:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ جب ''بیداء'' یا ''ذات الجیش'' کے مقام پر پہنچے۔ میرا گلوبند ٹوٹ کے گر پڑا۔ آپ ﷺ نے اس کی تلاش کے لیے پڑاؤ کا حکم دیا تو لوگ وہاں رک گئے۔ (یہاں) نہ تو لوگوں کے پاس پانی تھا اور نہ ہی آس پاس کہیں پانی موجود تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ نے دیکھا: سیدہ عائشہؓ کی وجہ سے آپ ﷺ نے یہاں قیام فرمایا ہے حالانکہ ہمارے پاس بھی پانی نہیں ہے اور کہیں آس پاس بھی پانی موجود نہیں ہے۔

حضرت ابوبکرؓ میرے پاس تشریف لے آئے، آپ ﷺ اس وقت میرے زانو پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے (پست آواز میں) مجھے کہا: تمہاری وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے یہاں قیام فرمایا ہے، حالانکہ یہاں آس پاس کہیں پانی موجود نہیں ہے اور قافلے میں بھی کسی کے پاس پانی نہیں ہے۔

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور اس قدر زور سے میرے پہلو میں ٹھوکا مارا

کہ میں دہل سی گئی لیکن چونکہ آپ ﷺ کا سر اقدس میرے زانو پر تھا اور آپ آرام فرما رہے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ کی نیند کے خیال سے میں نے حرکت نہ کی۔ آپ ﷺ آرام فرماتے رہے یہاں تک کہ صبح کا وقت ہو گیا اور (وضو کے لیے) پانی موجود نہ تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آیت تیمّم نازل فرمائی۔

اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابو بکرؓ! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ جب ہم چلنے لگے تو وہ گلوبند اسی اونٹ کے نیچے موجود تھا جس پر ہم سوار تھے۔ ۱۲۸

بچوں پر شفقت ورحمت:

حضرت ابوقتادہ انصاریؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اپنی نواسی سیدہ امامہؓ بنت سیدہ زینبؓ کو گود میں اٹھا کر نماز ادا کرلیا کرتے تھے تاہم جب آپ ﷺ سجدے میں جاتے تو انہیں کھڑا کر دیا کرتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو دوبارہ گود میں اٹھا لیا کرتے۔ ان کے والد کا نام ابوالعاص بن ربیعہ تھا۔ ۱۲۹

آپ ﷺ کا آسانی کو اختیار فرمانا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے جب کبھی دو میں سے کوئی ایک صورت اختیار کرنے کا مرحلہ درپیش ہوتا تو آپ ﷺ ہمیشہ آسان صورت کو اختیار فرماتے تھے۔ بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ کا پہلو نہ ہو اور اگر گناہ کا کوئی امکان ہوتا تو سب سے زیادہ وہ آپ ﷺ اس سے پرہیز کرتے تھے اور نبی اکرم ﷺ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ (کے احکام) کی حرمت کا معاملہ ہوتا تو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے بدلہ لے لیا کرتے تھے۔ ۱۳۰

آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ عمل:

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جو باقاعدگی کے ساتھ سرانجام دیا جائے۔ ۱۳۱

حسن اخلاق کی تکمیل ونصیحت:

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کرسکوں۔ ۱۳۲

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت جب میں (بطور گورنر جانے کے لئے) پابہ رکاب تھا۔ آخری نصیحت یہ فرمائی تھی: اے معاذ بن جبل! لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آنا۔ ۱۳۳

نماز جنازہ کی ادائیگی:

ابو امامہ بن سہلؓ روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک مسکین عورت بیمار ہوگئی تو اس کی اطلاع آپ ﷺ کو دی گئی کیونکہ آپ ﷺ کا قاعدہ تھا کہ مسکینوں کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اس کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع دے دینا۔ رات کے وقت جب اس کا جنازہ تیار ہوا تو صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کے آرام میں مخل ہونا مناسب نہیں سمجھا۔ جب اگلی صبح اس واقعہ کی اطلاع آپ ﷺ کو ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت کیا، میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے اطلاع دے دینا۔ صحابہؓ نے عرض کی ہم نے رات کے وقت مخل ہونا مناسب نہیں سمجھا، پھر نبی اکرم ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور صفیں قائم کر کے چار تکبیروں کے ہمراہ نماز جنازہ ادا کی۔[۱۳۴]

سواری کی دعا:

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب سفر کے ارادے سے اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے تو یہ دعا کرتے:

بسم الله اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفة فی الاھل اللھم ازولنا الارض وھون علینا السفر اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر ومن کابة المنقلب ومن سوء المنظر فی المال والاھل .

[شروع اللہ کے نام کے ساتھ' اے اللہ! سفر کے دوران تو ہی میرا رفیق ہے اور میرے بعد میرے اہل وعیال کا تو ہی رکھوالا ہے پس تو میرے لئے منزل نزدیک فرمادے اور سفر آسان کردے۔ اے اللہ! میں سفر کی تکالیف' بری حالت میں واپسی اور اپنے گھر والوں اور مال کے نقصان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔][۱۳۵]

حضرت خولہؓ بنت حکیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی منزل میں اترتے وقت یہ کلمات پڑھ لے تو کوچ کرنے تک ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رہے گا:

اعوذ بکلمات الله التامات من شر ما خلق

[میں ہر طرح کی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں۔][۱۳۶]

نبی اکرم ﷺ کے معجزات:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یاد ہے کہ ایک مرتبہ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا۔ جو انہیں نہیں ملا۔ ایک برتن میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش کیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں ڈالا اور پھر لوگوں کو اس برتن سے وضو کرنے کی ہدایت کی۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے چشمے پھوٹتے ہوئے دیکھے۔ لوگوں نے وضو کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ ہر شخص نے اس پانی سے وضو کرلیا۔[۱۳۷]

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں (میرے سوتیلے والد) ابوطلحہ نے (میری والدہ) ام سلیم سے کہا: آج میں

نے نبی اکرم ﷺ کو بھوک کے باعث اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ کی آواز سے نقاہت ظاہر ہو رہی تھی۔کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ ام سلیم نے جو کی کچھ روٹیاں نکال کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر مجھے دے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں بھیج دیا۔ میں وہ روٹیاں لے کر جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے ہمراہ اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے، میں پاس جا کے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے از خود دریافت کیا، کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے کے لئے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں! تو آپ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا: اُٹھو بھئی، سب اُٹھ کھڑے ہوئے، میں نے آگے جا کر ابوطلحہ کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔

حضرت ابوطلحہؓ نے حضرت اُم سلیمؓ سے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ہمراہ آ رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ سب کو کھلا سکیں ام سلیم نے جواب دیا (یہ بات) اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتا ہے۔ ابوطلحہ چلے گئے اور نبی اکرم ﷺ کو ساتھ لے کر گھر میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: ام سلیم جو کچھ بھی موجود ہے لے آؤ۔

اُم سلیمؓ نے وہی روٹیاں پیش کر دیں، آپ ﷺ نے ان کے ٹکڑے کروائے پھر ام سلیمؓ نے ان پر گھی نچوڑ کر چوری سی بنا دی پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق (دعا یا تلاوت) فرمائی اور حکم دیا دس آدمیوں کو بلاؤ، دس آدمیوں کو بلایا گیا۔ وہ سب کھا کر اور سیر ہو کر چلے گئے پھر حکم دیا دس آدمیوں کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کے چلے گئے پھر آپ ﷺ نے حکم دیا دس آدمیوں کو بلاؤ وہ بھی آ گئے اور سیر ہو کے چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا دس آدمیوں کو بلاؤ وہ بھی آئے اور سیر ہو کے چلے گئے پھر آپ ﷺ نے حکم دیا دس آدمیوں کو بلاؤ وہ بھی آئے۔ انہوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو کے چلے گئے، پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا وہ بھی آئے سیر ہو کے چلے گئے یہاں تک کہ تمام لوگ جن کی تعداد ستر یا اسی تھی سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا۔[۱۳۸]

امام مالکؒ کو اطلاع ملی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں تشریف لائے تو وہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پہلے سے موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کیسے آنا ہوا؟ انھوں نے عرض کی بھوک کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی بھوک کی وجہ سے باہر نکلا ہوں۔ پھر تینوں حضرات ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے ہاں تشریف لے گئے۔ انھوں نے (گھر والوں کو) جو کی روٹی پکانے کا حکم دیا اور خود بکری ذبح کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ والی (بکری) کو چھوڑ دو۔ انہوں نے دوسری بکری ذبح کی اور مشکیزے میں میٹھا پانی بھر کر اسے لٹکا دیا۔ جب کھانا تیار ہوا تو سب نے تناول کیا اور پانی بھی پیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہی وہ نعمتیں ہیں جن کی بابت تم سے حساب لیا جائے گا۔[۱۳۹]

جذبۂ شہادت:

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری خواہش ہے کہ کاش میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہید کر دیا جاؤں۔

حضرت ابو ہریرہؓ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھایا کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے یہ بات ہی ارشاد فرمائی ہے۔ ۱۴۰

نبوی دعائیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ جب رات کے درمیانی حصے میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا مانگتے:

اللھم لک الحمد انت نور السمٰوات والارض ولک الحمد انت قیام السمٰوات والارض ولک الحمد انت رب السمٰوات والارض و من فیھن انت الحق وقولک الحق ووعدک الحق ولقاؤک حق والجنة حق والنار حق والساعة حق اللھم لک اسلمت وبک امنت وعلیک توکلت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت واخرت واسررت واعلنت انت الھی لا الہ الا انت.

[اے اللہ! تمام تر تعریفوں کے لائق تو ہی ہے تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔اور تمام تعریفیں تیری ہی لئے ہیں۔تو ہی آسمان اور زمین کو قائم رکھے ہے' تمام تر تعریفوں کا مستحق تو ہے (کیونکہ) تو ہی آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر جو کچھ ہے (سب کا) پروردگار ہے۔تو حق ہے' تیرا فرمان برحق ہے' تیرا وعدہ برحق ہے' تیری ملاقات برحق ہے' جنت برحق ہے' جہنم حق ہے' قیامت حق ہے۔میں تیرے ہی حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں' میں تجھ ہی پر ایمان لاتا ہوں اور تیرے اوپر ہی توکل کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں تیری ہی مدد سے میں نے کفار سے مقابلہ کیا اور تجھے ہی حاکم بنایا۔پس تو میرے تمام اگلے پچھلے' ظاہر اور مخفی گناہ معاف فرما دے تو میرا معبود ہے اور تیرے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔] ۱۴۱

یحییٰ بن سعید کو پتہ چلا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا بھی فرمائی ہے:

اللھم فالق الاصباح و جاعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسباناً اقض عنی الدین واغننی من الفقر و امتعنی بسمعی و بصری وقوتی فی سبیلک.

[اے اللہ! اے دن کے پیدا کرنے والے اور رات کو باعث راحت بنانے والے اے سورج اور چاند کو ایک مخصوص نظام کے تحت چلانے والی ذات، تو مجھے قرض سے نجات عطا فرما محتاجی سے غنی بنا دے اور میری قوت، سماعت اور بصارت اپنی راہ میں استعمال کرنے کی توفیق دے۔] ۱۴۲

امت کے لیے شفاعت کی دعا:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کے لیے ایک مخصوص دعا ہے جو وہ کرتا ہے اور

میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی مخصوص دعا آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں۔۱۴۳

درود شریف:

ابوحمید الساعدی روایت کرتے ہیں' صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ پر کس طرح درود بھیجا کریں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یوں پڑھا کرو۔

اللھم صل علی محمد وازواجه وذریته کما صلیت علی ال ابراهیم وبارک علیٰ محمد وازواجه وذرینه کما بارکت علی ال ابراهیم انک حمید مجید.

[اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اوران کی ازواجِ مطہرات اوران کی آل پر اس طرح درود نازل فرما' جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر درود نازل کیا تھا اور اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اوران کی ازواجِ مطہرات اور آل پر برکتیں نازل فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر برکتیں نازل کی تھیں بے شک تیری ہی ذات بزرگی اور تعریف کی مستحق ہے۔]۱۴۴

حضرت ابومسعود انصاریؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں تشریف لائے تو بشیر بن سعد نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ تو آپ جواباً اتنی دیر خاموش رہے کہ ہم نے آرزو کی کہ کاش یہ سوال نہ ہی پوچھا جاتا (تو ہم آپ کی گفتگو سے مستفید تو ہوتے رہتے) پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یوں درود پڑھا کرو۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ ال محمد کما صلیت علیٰ ابراهیم و بارک علی محمد و علیٰ ال محمد کما بارکت علیٰ ال ابراهیم فی العٰلمین انک حمید مجید.

(پھر فرمایا) اور سلام بھیجنے کا طریقہ تو تم لوگوں کو معلوم ہی ہے۔۱۴۵

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی عالم المدینۃ، رقم الحدیث:۲۳۴
۲۔ کاندھلوی، مولانا زکریا، اوجز المسالک الی موطا مالک،۱۹۷۳ء، طبع سوم مصر: مطبعۃ السعادۃ، ص۱۹
۳۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، المسویٰ، ص۱۷
۴۔ ابوزہرہ مصری، امام مالکؒ، اردو ترجمہ: عبیداللہ قدسی، س ن، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص۳۴
۵۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، المسویٰ، ص۱۷
۶۔ ایضاً، ص۱۸
۷۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان،۱۴۱۳ء، قم: منشورات الشریف الرضی، ج۴، ص۱۳۵
۸۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ،۱۹۹۵ء، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ج۵، ص۲۸۷
۹۔ ایضاً، ص۲۸۸
۱۰۔ ابوزہرہ مصری، امام مالکؒ، ص۱۰۲
۱۱۔ ندوی، سید سلیمان، حیاتِ امام مالکؒ،۱۹۸۴ء، کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ص۳۴
۱۲۔ ایضاً، ص۳۷
۱۳۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۵، ص۳۵۱
۱۴۔ ابوزہرہ مصری، امام مالکؒ، ص۱۰۵
۱۵۔ ندوی، سید سلیمان، حیاتِ امام مالکؒ، ص۳۸
۱۶۔ ابن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، س ن، مصر: مطبعۃ السعادۃ، جلد۱۰، ص۱۷۴
۱۷۔ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب،۱۹۹۵ء، بیروت: دارالفکر، بیروت، ج۸، ص۷
۱۸۔ ایضاً، ص۷
۱۹۔ ایضاً، ص۸
۲۰۔ ایضاً، ص۹
۲۱۔ ایضاً، ص۹-۱۰
۲۲۔ ابونعیم اصفہانی، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء،۱۹۳۶ء، مصر: مطبعۃ السعادۃ، ج۶، ص۳۱۸
۲۳۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، ج۴، ص۱۳۶
۲۴۔ ندوی، سید سلیمان، حیاتِ امام مالکؒ، ص۵۹

۲۵۔ ابن حجر عسقلانی، تھذیب التھذیب، ج۸،ص۹

۲۶۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، المسوی، ص۲۲

۲۷۔ ابوزہرہ مصری، امام مالکؒ، ص۹۲، بحوالہ: المدارک ص۲۵۴

۲۸۔ ابونعیم اصفہانی، حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء، ج۶،ص۳۳۲

۲۹۔ ندوی، سید سلیمان، حیاتِ امام مالکؒ، ص۹۱

۳۰۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۵،ص۲۸۹

۳۱۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، ج۴،ص۱۳۷

۳۲۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، المسوی، ص۱۹، نیز: محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۵،ص۳۵۴

۳۳۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، ج۴،ص۱۳۷۔۱۳۸

۳۴۔ ایضاً، ص۱۳۸

۳۵۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ، المسوی، ص۱۴

۳۶۔ السموسی، السید محمد بن علی، مقدمہ موطا امام مالک، س ن، بن غازی: دار لیبیا للنشر والتوزیع، ص۲۰

۳۷۔ ثنائیات، ثنائی کی جمع ہے۔ حدیث ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ مولف کتاب (مثلاً امام مالک) اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف دو ہی واسطے ہوں۔

۳۸۔ فیضی، مولانا محفوظ الرحمٰن، ثنائیات موطا امام مالک، مشمولہ: ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، فروری ۲۰۰۲ء، ص۲۵۴

۳۹۔ اصلاحی، ضیاء الدین، موطا امام مالکؒ کی دو اھم شرحیں، مشمولہ: ماہنامہ معارف اعظم گڑھ، اپریل ۲۰۰۵ء، ص۲۵۴

۴۰۔ حسین، ڈاکٹر محمد کامل، امام مالک بن انس اور ان کی تصنیف الموطا، مشمولہ: تحقیقات اسلامی علی گڑھ، اردو ترجمہ: ڈاکٹر منور حسین، اپریل۔جون ۱۹۹۷ء، ص۹۵

۴۱۔ مالکؒ بن انس، المُوَطّا امام مالکؒ، اردو ترجمہ و تخریج: ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر، ۲۰۰۷ء، لاہور: شبیر برادرز، کتاب اسماء النبی ﷺ، باب اسماء النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۱۸۹۱

۴۲۔ ایضاً، کتاب صفۃ النبی ﷺ، باب ماجاء فی صفۃ النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۱۷۰۷

۴۳۔ ایضاً، کتاب القرآن، باب ماجاء فی القرآن، رقم الحدیث: ۴۷۴

۴۴۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۴۷۵

۴۵۔ ایضاً، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنائز، رقم الحدیث: ۵۳۰

۴۶۔ ایضاً، کتاب الجامع، باب الدعا للمدینۃ و اھلھا، رقم الحدیث: ۱۶۳۶

۴۷۔ ایضاً، رقم الحدیث: ۱۶۳۷

۴۸۔ ایضاً،کتاب الجامع، باب ماجاء فی وباء المدینة، رقم الحدیث:۱۶۴۸
۴۹۔ ایضاً،کتاب قصر الصلوٰة فی السفر، باب العمل فی جامع الصلوٰة، رقم الحدیث: ۴۰۲
۵۰۔ ایضاً،باب الجهاد، باب الترغیب فی الجهاد، رقم الحدیث: ۱۰۱۱
۵۱۔ ایضاً،کتاب الصلوٰة، باب ماجاء فی النداء للصلوٰة، رقم الحدیث: ۱۴۹
۵۲۔ ایضاً،کتاب القبلة، باب ماجاء فی القبلة، رقم الحدیث: ۴۵۸
۵۳۔ ایضاً،رقم الحدیث: ۴۵۹
۵۴۔ ایضاً،باب الجهاد، باب الترغیب فی الجهاد، رقم الحدیث: ۱۰۱۳
۵۵۔ ایضاً،باب الشهداء فی سبیل الله، رقم الحدیث: ۱۰۰۴
۵۶۔ ایضاً،کتاب الجامع، باب ماجاء فی امر المدینة، رقم الحدیث: ۱۶۵۳
۵۷۔ ایضاً،کتاب صلوٰة الخوف، باب صلوٰة الخوف، رقم الحدیث: ۴۴۰
۵۸۔ ایضاً،کتاب للباس، باب ماجاء فی لبس الثیاب للجمال بها، رقم الحدیث:۱۶۸۸
۵۹۔ ایضاً،کتاب صلوٰة الخوف، باب صلوٰة الخوف، رقم الحدیث:۴۴۳
۶۰۔ ایضاً،کتاب الجهاد، باب: ماجاء فی الخیل وا لمسابقة بینها و النفقة فی الغزو، رقم الحدیث:۱۰۱۷
۶۱۔ ابن ابی الحقیق ایک تاجر کا نام ہے جس کو ابورافع یہودی کہتے تھے۔ایک گڑھی (قلعہ خورد) میں رہا کرتا تھا اور رسول اکرم ﷺ کی مذمت کیا کرتا تھا۔آپ نے پانچ آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کیا تھا۔عبداللہ بن عتیک نے اس کو قتل کیا۔(علامہ وحید الزماں، موطا امام مالکؒ، ۱۴۰۲ھ، لاہور: اسلامی اکادمی، ص ۳۳۷)
۶۲۔ ایضاً،کتاب الجهاد، باب النهی عن قتل النساء والولدان فی الغزو، رقم الحدیث:۹۸۰
۶۳۔ ایضاً،رقم الحدیث:۹۸۱
۶۴۔ ایضاً،کتاب قصر الصلوٰة فی السفر، باب: الجمع بین الصلاتین فی الحضر والسفر، رقم الحدیث:۳۳۰
۶۵۔ رسول اکرم ﷺ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور حضرت معاذؓ نے اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ اس کا پانی باغوں میں بھرا جاتا تھا۔ابن وضاح کا کہنا ہے کہ میں نے خود جا کر اس مقام کو دیکھا چشمہ کے گرد تمام باغ سرسبز ہونے لگے اور شاید قیامت تک ایسا ہی رہے۔(علامہ وحید الزماں، موطا امام مالکؒ، ص ۱۲۴)
۶۶۔ ایضاً،کتاب القرآن، باب ماجاء فی القرآن، رقم الحدیث:۴۷۶
۶۷۔ ایضاً،کتاب الحج، باب العمرة فی اشهر الحج، رقم الحدیث:۷۶۶
۶۸۔ ایضاً،رقم الحدیث:۷۶۷
۶۹۔ ایضاً،کتاب الحج، باب مواقیت الاهلال ، رقم الحدیث:۷۳۷

۷۰؎ ایضاً،باب ماجاء فیمن احصر بعدو، رقم الحدیث:۸۰۷

۷۱؎ ایضاً،رقم الحدیث:۱۰۲۰

۷۲؎ ایضاً،کتاب المساقاۃ، باب ماجاء فی المساقاۃ، رقم الحدیث:۱۴۱۲

۷۳؎ ایضاً،رقم الحدیث:۱۴۱۳

۷۴؎ ایضاً،کتاب وقوت الصلوٰۃ، باب النوم عن الصلوٰۃ، رقم الحدیث:۲۵

۷۵؎ ایضاً،کتاب الحج، باب الصلوٰۃ فی البیت و قصر الصلوٰۃ و تعجیل الخطبۃ بعرفۃ، رقم الحدیث:۹۱۰

۷۶؎ آپﷺ نے ابن خطل کو مار ڈالنے کا حکم اس لیے کیا کہ ابن خطل پہلے مسلمان ہوا تھا، رسول اللہﷺ نے اس کو مصدق (زکوٰۃ وصول کرنے والا) بنا کر بھیجا اور ایک غلام مسلمان خدمت کے لیے اس کے ساتھ کر دیا۔ابن خطل ایک منزل میں اترا اور غلام کو کھانا پکانے کو کہا اور خود سو رہا جب اٹھا تو دیکھا غلام نے کھانا نہیں پکایا ہے۔ابن خطل نے اس غلام کو مار ڈالا اور اسلام سے پھر گیا اور مکے میں جا کر دو لونڈیاں رکھیں جو رسول اللہﷺ کی ہجو گایا کرتی تھیں۔ابن خطل کا قتل ایسے وقت میں ہوا جب تک قتال آپ کو مباح تھا۔(علامہ وحید الزماں،موطا امام مالکؒ،ص۳۳۲)

۷۷؎ ایضاً،کتاب الحج، باب جامع الحج، رقم الحدیث:۹۶۴

۷۸؎ ایضاً،کتاب الجہاد، باب الترغیب فی الجہاد، رقم الحدیث:۹۷۷

۷۹؎ ایضاً،کتاب البیعۃ، باب ماجاء فی البیعۃ، رقم الحدیث:۱۸۴۱

۸۰؎ ایضاً،رقم الحدیث:۱۸۴۲

۸۱؎ ایضاً،کتاب الجہاد، باب ماجاء فی السلب فی النفل، رقم الحدیث:۹۹۰

۸۲؎ ایضاً،باب ماجاء فی الغلول، رقم الحدیث:۹۹۴

۸۳؎ ایضاً،رقم الحدیث:۹۹۵

۸۴؎ ایضاً،رقم الحدیث:۹۹۶

۸۵؎ ایضاً،رقم الحدیث:۹۹۷

۸۶؎ ایضاً،کتاب الحج، باب افراد الحج، رقم الحدیث:۷۴۶

۸۷؎ ایضاً،باب: القران فی الحج، رقم الحدیث:۷۵۱

۸۸؎ ایضاً،باب ماجاء فی بناء الکعبۃ، رقم الحدیث:۸۱۳

۸۹؎ ایضاً،کتاب صلوٰۃ الکسوف، باب العمل فی صلوٰۃ الکسوف، رقم الحدیث:۴۴۴

۹۰؎ ایضاً،کتاب الجنائز، باب جامع الجنائز، رقم الحدیث:۵۷۳۔ ابن اسحاق کے مطابق جس دن آپﷺ علیل ہوئے اس سے پہلی رات کو آپﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے تھے۔(ابن اسحاق،سیرت النبی،وفات النبیﷺ)

۹۱ ایضاً، کتاب العین، باب: التعوذ و الرقیة من المرض ، رقم الحدیث:۱۷۵۵

۹۲ ایضاً، کتاب صلوٰةِ الجامعة، باب ماجاء فی صلوٰة القاعد فی النافلة، رقم الحدیث:۳۱۱

۹۳ ایضاً، کتاب قصر الصلوٰة، باب جامع الصلوٰة، رقم الحدیث:۴۱۴

۹۴ ایضاً، کتاب الصلوٰ ة الجماعة، باب صلوٰة الامام و هو جالس، رقم الحدیث:۳۰۸

۹۵ ایضاً، کتاب الجنائز، باب جامع الجنائز، رقم الحدیث:۵۶۲

۹۶ ایضاً، باب جامع الجنائز، رقم الحدیث:۵۶۳

۹۷ ایضاً، کتاب الجامع، باب ماجاء فی اجلاء الیهود من المدینة، رقم الحدیث:۱۶۵۰۔ ابن شہاب زہری روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا سرزمین عرب میں دو دین باقی نہیں رہیں گے۔ ابن شہاب زہری کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے پہلے اس حدیث کی صحت کی تحقیق کی۔ جب اس بات کا یقین ہوگیا کہ واقعی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سرزمین عرب پر دو دین باقی نہیں رہیں گے تو انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو وہاں سے نکال دیا۔ (ایضاً، رقم الحدیث:۱۶۵۱)

۹۸ ایضاً، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی دفن المیت، رقم الحدیث:۵۴۳

۹۹ ایضاً، باب غسل المیت، رقم الحدیث:۵۱۷

۱۰۰ ایضاً، باب ماجاء فی الکفن المیت، رقم الحدیث:۵۲۱

۱۰۱ ایضاً، رقم الحدیث:۵۴۴

۱۰۲ ایضاً، رقم الحدیث:۵۴۵

۱۰۳ ایضاً، کتاب القدر، باب النهی عن القول بالقدر، رقم الحدیث:۱۶۶۲

۱۰۴ ایضاً، کتاب الکلام و الغیبة و التقی، باب ماجاء فی ترکة النبی ﷺ، رقم الحدیث:۱۸۷۰

۱۰۵ ایضاً، رقم الحدیث:۱۸۷۱

۱۰۶ ایضاً، کتاب الصلوٰة اللیل، باب: صلوٰة النبی ﷺ فی الوتر، رقم الحدیث:۲۶۴

۱۰۷ ایضاً، رقم الحدیث:۲۶۵

۱۰۸ ایضاً، رقم الحدیث:۲۶۶

۱۰۹ ایضاً، رقم الحدیث:۲۶۷

۱۱۰ ایضاً، رقم الحدیث:۲۶۸

۱۱۱ ایضاً، ماجاء فی رکعتی الفجر، رقم الحدیث:۲۸۵

۱۱۲ ایضاً، کتاب الصلوٰة فی رمضان، باب الترغیب فی الصلوٰة فی رمضان، رقم الحدیث:۲۵۰

۱۱۳ ایضاً، رقم الحدیث:۲۵۱

۱۱۴۔ ایضاً، كتاب الاستسقاء، باب العمل فی الاستسقاء، رقم الحديث:۴۴۸
۱۱۵۔ ایضاً، رقم الحديث:۴۴۹
۱۱۶۔ ایضاً، كتاب الصلوٰة، باب القرائة فی المغرب و العشاء، رقم الحديث:۱۷۲
۱۱۷۔ ایضاً، رقم الحديث:۱۷۳
۱۱۸۔ ایضاً، كتاب الجمعة، باب القرائة فی صلوٰة الجمعة والاحتباء ومن تركها من غير عذر، رقم الحديث:۲۴۷
۱۱۹۔ ایضاً، كتاب العيدين، باب الامر بالاكل قبل الغدو فی العيد، رقم الحديث:۴۳۳
۱۲۰۔ ایضاً، كتاب الصلوٰة، باب ما يفعل من سلّم من ركعتين ساهيا، رقم الحديث:۲۱۰۔ ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی، (ایضاً، رقم الحديث:۲۱۱)
۱۲۱۔ ایضاً، كتاب السهو، باب العمل فی السهو، رقم الحديث:۲۲۵
۱۲۲۔ ایضاً، كتاب الصيام، باب جامع الصيام، رقم الحديث:۶۸۸
۱۲۳۔ ایضاً، كتاب الاعتكاف، باب ذكر الاعتكاف، رقم الحديث:۶۹۴
۱۲۴۔ ایضاً، كتاب النذر و الايمان، باب جامع الايمان، رقم الحديث:۱۰۳۸
۱۲۵۔ ایضاً، كتاب صفة النبی ﷺ، باب السنة فی الشرب و مناولته عن اليمين، رقم الحديث:۱۷۲۳
۱۲۶۔ ایضاً، رقم الحديث:۱۷۲۴
۱۲۷۔ ایضاً، كتاب الصدقة، باب ماجاء فی التعفف عن المسالة، رقم الحديث:۱۸۸۰
۱۲۸۔ ایضاً، كتاب الطهارة، باب فی التيمم، رقم الحديث:۱۲۲
۱۲۹۔ ایضاً، كتاب قصر الصلوٰة فی السفر، باب جامع الصلوٰة، رقم الحديث:۴۱۲
۱۳۰۔ ایضاً، رقم الحديث:۱۶۷۱
۱۳۱۔ ایضاً، كتاب قصر الصلوٰة فی السفر، باب جامع الصلوٰة، رقم الحديث:۴۲۱
۱۳۲۔ ایضاً، كتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق، رقم الحديث:۱۶۷۷
۱۳۳۔ ایضاً، رقم الحديث:۱۶۷۰
۱۳۴۔ ایضاً، كتاب الجنائز، باب التكبير على الجنائز، رقم الحديث:۵۳۱
۱۳۵۔ ایضاً، كتاب الاستيذان و التشميت و الصور و التماثيل وغيرها، باب ما يومر به من الكلام فی السفر، رقم الحديث:۱۸۲۹
۱۳۶۔ ایضاً، رقم الحديث:۱۸۳۰

۱۳۷۔ ایضاً،کتاب الطهارة، باب جامع الوضوء، رقم الحدیث :٦۴

۱۳۸۔ ایضاً،کتاب صفة النبی ﷺ، باب ماجاء فی الطعام و الشراب، رقم الحدیث: ۱۷۲۵

۱۳۹۔ ایضاً،رقم الحدیث:۱۷۳۴

۱۴۰۔ ایضاً،کتاب الجهاد، باب الشهداء فی سبیل الله، رقم الحدیث:۹۹۹

۱۴۱۔ ایضاً،کتاب القرآن ، باب ماجاء فی الدعا، رقم الحدیث:۵۰۰

۱۴۲۔ ایضاً،رقم الحدیث:۴۹۳

۱۴۳۔ ایضاً،رقم الحدیث:۴۹۲

۱۴۴۔ ایضاً،کتاب قصر الصلوٰة، باب ماجاء فی الصلوٰة علی النبی ﷺ، رقم الحدیث:۳۹۷

۱۴۵۔ ایضاً،رقم الحدیث:۳۹۸

مختار ثقفی کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوگیا ہے

پہلی صدی ہجری کی اہم سیاسی و مذہبی شخصیت مختار ثقفی پر ایک مستند اور لائق مطالعہ کتاب ''مختار ثقفی'' کا دوسرا نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہوگیا ہے، جس میں مصنفہ نے ''کوفہ: ابتدائی نصف صدی کے سماجی و سیاسی حالات'' کے نام سے ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے، جو اُس عہد کی تاریخ کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔

تصنیف:

ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر

صفحات: ۱٦۰ قیمت: -/۱۴۰ روپے طبع ثانی دسمبر ۲۰۱۴ء

ISBN: 969-8448-37-3